فرنگی سامراج اور قادیانیت کے خلاف مجلسِ احرار اسلام کی خدمات

ذیل کا مضمون ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کے بعد کا ہے۔ صاحب مضمون نے اسی تناظر میں اظہار خیال کیا ہے۔ بعض مقامات پر تشنگی کا احساس ہوتا ہے چنانچہ وہاں ضروری حواشی دے دئے ہیں۔
حال ہی میں فیصل آباد سے مولانا مجاہد الحسینی کی زیر ادارت نکلنے والے مجلہ ماہنامہ "صوت الاسلام" میں شائع ہوا ہے۔ جسے ہم ان کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ (مدیر)

اس بات میں کس کو کلام ہے کہ احرار فعال ہیں اور ان کے رگ و پے میں جذبۂ ایمانی اور جوش جہاد کی لہریں اٹھتی رہتی ہیں۔ جب سے انہوں نے سیاست کی پرخار وادی میں قدم رکھا۔ دین کا دامن ان کے ہاتھ سے نہیں چھوٹا۔ ان کا تعلق واسطہ اور رابطہ قرآن و سنت سے ہی رہا۔ اس کٹھن راہ میں انہیں طرح طرح کے مصائب و آلام کا مقابلہ کرنا پڑا۔ انگریز کے طوق و سلاسل نے ان کے قدموں کی رفتار کو پابند بنانا چاہا، ان کی زبانوں پر مہر سکوت ثبت کرنا چاہی۔ جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں نے ان پر عمل کی راہیں مسدود کرنا چاہیں۔ جبر و استداد کے حلقوں نے ان کی سرفروشانہ سرگرمیوں پر محیط ہونا چاہا۔ استعمار و سامراجیت کی آتش فروزاں نے ان کا سکون لوٹا۔ لیکن ان کے پائے استقلال اور مقصد و منتہا میں ذرہ برابر لغزش نہ آئی۔

ہزاروں آفتیں سنگ مزاحم بن کے آتی ہیں
مگر مردان حق آگاہ کچھ پروا نہیں کرتے
وہ توپوں کے دہانوں پر بھی سچی بات کہتے ہیں
مگر بھولے سے بھی انجام کو سوچا نہیں کرتے

احرار کے پیش نظر ہمیشہ تین نظریات رہے ہیں۔ (۱) فرنگی کی شاطرانہ چالوں کی پردہ دری (۲) آزادیٔ وطن (۳) ردِ مرزائیت
برصغیر ہندو پاکستان کی بھی تاریخ لکھی جائے گی تو مؤرخ کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ غلامی کی زنجیروں کو کاٹنے میں احرار ورکروں اور لیڈروں کے خون کو کس قدر دخل رہا ہے۔ کوئی بالغ النظر اور صحیح الفکر فرد اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتا کہ برطانوی سامراجیت کے خلاف جب بھی الاؤ دھکایا گیا احرار نے بلا توقف و تعجل اس میں ایندھن کا کام دیا۔ انگریز کی شاطرانہ چالوں کا پردہ چاک کرنے کا جب بھی وقت آیا سب سے پہلے احرار میدان عمل میں کودے۔ ان کا خمیر سست روی کی مٹی سے نہیں اٹھایا گیا بلکہ وہ طوفان کی طرح بڑھتے رہے اور آتش فرنگ میں چھلانگیں لگا دیں۔

ہمارے ہی تخیل نے بغاوت کی بنا ڈالی
ہماری ہی زباں ہے شارح افکار آزادی
ہماری ہی نظر میں سرخیٔ خونِ شہیداں ہے
ہمیں سے ہے نوید جلوۂ دیدارِ آزادی

امیر المومنین حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ نے جس عمارت کی بنیاد رکھی تھی اس کو استوار کرنے کے لیے احرار کارکنوں نے اپنی بساط بھر فکر و نظر، اور تحریر و تقریر اور جسم و جان کی قربانی پیش کی۔ ان کا ایک ایک لمحہ اس منزل تک پہنچنے میں صرف ہوا۔ وقت نے ان کے لیے دشواریاں پیدا کیں، حالات نے قہرمانی اور جبروت کے شعلے بلند کیے لیکن ان کے دلوں میں ٹھنڈک نہ آئی، جس علم کو انہوں نے بلند کیا تھا اس کو جھکنے نہ دیا۔ حتیٰ کہ راہ کٹ گئی اور بالآخر آزادی نے ان کے قدم چومے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ احرار نے پوری ایمانداری کے ساتھ ایک حد تک قیام پاکستان کی مخالفت کی۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ ہندو، سکھ فرنگی محور کی عیارانہ چالیں ملت اسلامیہ کو تباہ اور رذیل کرنے پر تلی ہوئی ہیں تو مسلمانوں کے حقوق کی خاطر انہوں نے بعض مواقع پر مسلم لیگ کی حمایت۔ بعض متشدد خیالات لوگوں نے ناک بھوں چڑھالی لیکن وقت اس کا مقتضی تھا کہ مسلمانوں کے حقوق کی خاطر مسلم لیگ کے لیے راہ چھوڑ دی جائے۔

چنانچہ آج احرار پورے فخر کے ساتھ سر بلند کر کے یہ کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے حصول پاکستان کی راہ میں روڑہ نہ اٹکایا اور قیام پاکستان کے بعد جب ملک کے استحکام و سلامتی کی خاطر انہوں نے محسوس کیا کہ انہیں سیاست سے الگ ہوجانا چاہیے تو انہوں نے یہ زہر بھی پینا گوارا کرلیا۔ وہ جماعت جس نے جدوجہد آزادی کے لیے ہر ممکن قربانی پیش کی تھی یوں یکایک میدان سے واپس ہوئی کہ چشم بصیرت ششدر رہ گئی۔ یہ ایک ایسی روح فرسا بات تھی کہ جسے حیرانی سے سنا اور دیکھا گیا لیکن فیصلہ میں کوئی غلطی نہ تھی۔ میدان جنگ میں فوجوں کو کبھی کبھی پسپائی کا حکم بھی دیا جاتا ہے لیکن جنگ ختم نہیں ہوجاتی۔ اور مقصد دفن نہیں ہوجاتا۔ (۱)

بہر حال احرار کی سرگرمیاں صرف تبلیغ دین اور اصلاحی سرگرمیوں تک محدود ہوگئیں۔ حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا کہ آئین شرعی کو ملک میں نافذ العمل کیا جائے۔ اور فرقہ ضالہ مرزائیہ کو مسلمانوں کے دائرہ سے خارج کر دیا جائے تاکہ ان کی ریشہ دوانیوں سے ملت اسلامیہ کو محفوظ رکھا جائے۔ (۲)

احرار کا یہ مطالبہ..... کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے تاج و تخت ختم نبوت کی حفاظت کے لیے احرار نے کون سی مصیبت کو دعوت نہیں دی۔ کونسی سختی ہے جس کو انہوں نے نہیں جھیلا۔ قادیان کے آہنی حصار..... (IRON CURTAIN) میں کس کے خون کی بوندوں نے شگاف ڈالا؟ اور آج ربوہ کے قادیانی درودیوار کس کے خون سے لرزاں ہیں؟ (۳)

مذہبی علوم و احساسات سے ناآشنا بعض افراد یہ کہہ سکتے ہیں کہ احرار کا یہ مقصد کوئی خاص مقاصد کا حامل نہیں لیکن اس حقیقت کو کسی وقت نہ بھولیے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس مسلمانان عالم کی مرکزیت کا روشن ستون ہے۔ اگر آج نعوذ باللہ کسی اور شخص کی نبوت کو تسلیم کرلیا جائے تو ہماری مرکزیت ختم ہوجاتی ہے۔

(۱) مجلس احرار اسلام نے سیاست سے کنارہ کشی کا فیصلہ ۱۹۴۹ء میں لاہور میں کیا اور اپنی سرگرمیوں کو دین اسلام کی تبلیغ، عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور وطن کے دفاع و سلامتی کیلئے وقف کر دیا۔ سیاسی میدان اس وقت کی فاتح و حکمران جماعت مسلم لیگ کے سپرد کر دیا اور اسے اپنے مکمل تعاون کا یقین دلایا مگر آہ! مسلم لیگ نے قیام پاکستان کے موقع پر برصغیر کے مسلمانوں سے کیے گئے وعدوں کو ایفا نہ کیا اور نفاذ اسلام کی بجائے اسلامی عقائد و اعمال کو اپنی سیکولر ذہنیت کے تحت مٹانا شروع کر دیا۔ اسلام کے ابدی دشمنوں قادیانیوں کو حکومت پر مسلط کر دیا۔ تب احرار نے پاکستان کو قادیانیوں کے تسلط سے بچانے اور ناموسِ رسالت کے تحفظ کیلئے ۱۹۵۳ء میں تحریک تحفظ ختم نبوت برپا کی اور حکومت کے خلاف راست اقدام کیا۔

(۲) ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کے مطالبات تسلیم نہ ہوئے۔ رہنماؤں کو جیلوں میں ٹھونس دیا اور عوام پر گولیوں کی بوچھاڑ کر کے دس ہزار فرزندان توحید کو شہید کر دیا۔ یہ پاکستان کی خالق جماعت مسلم لیگ کا "زرین کارنامہ" ہے۔ تاہم ۱۹۷۴ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کے نتیجہ میں یہ مطالبات تسلیم کر لیے گئے اور آئین میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔

(۳) الحمدللہ مجلس احرار اسلام کا قافلہ ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ کی قیادت میں تاریخ میں پہلی مرتبہ ۱۹۷۵ء میں ربوہ داخل ہوا اور احرار تبلیغ کانفرنس منعقد کر کے مرزائیوں کو اسلام کی دعوت دی۔ پھر ۱۹۷۶ء میں ربوہ میں مسلمانوں کی پہلی جامع مسجد قائم کی جس کا سنگ بنیاد جانشین امیر شریعت سید ابو ذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے رکھا۔ یہ مسجد "مسجد احرار" کے نام سے منسوب ہے اور آج یہاں مدرسہ ختم نبوت بھی قائم ہے جسمیں ربوہ کے غریب مسلمان بچے اور بچیاں قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں...... (مدیر)

(بقیہ از ص ۲۶)

خلیفہ سید محمد حسن دیوان آف پٹیالہ برطانیہ حکومت کے معتمد علیہ تھے۔ پنجاب کی وفادار حکومت کے ایڈمنسٹریشن بادشاہ سلامت کی مقرر کردہ کونسل کے معتمد علیہ ہونے کے منصب کے بھی آپ مزے لوٹ رہے تھے۔ خلیفہ صاحب نے مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں کو وسیع پیمانے پر پھیلانے کی خاطر بڑی حد تک اخلاقی اور مالی تعاون کیا۔ جب ۱۸۸۴ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے پٹیالہ کا دورہ کیا تو اس کا پر جوش استقبال کیا گیا۔ بعض اہم معاملات پر گفتگو کرنے کے لئے خلیفہ پٹیالہ نے مرزا کو پٹیالہ آنے کی دوبارہ دعوت دی جہاں اس کا تعارف بادشاہ سلامت کی کونسل کے ارکان سے کرایا گیا جس کے قائد سردار دیوان سنگھ تھے ۱۸۹۱ء میں مرزا قادیانی نے ریاست پٹیالہ کا تیسری دفعہ دورہ کیا ان دنوں موصوف اپنے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر چکا تھا۔ ان امور سے کچھ شک ہوتا ہے کہ برطانیہ اور مرزا قادیانی کے مابین اس قادیانی منحوس تحریک کو چلانے کے لئے خلیفہ پٹیالہ مالی تعاون دلانے کا ایک خفیہ اور پوشیدہ واسطے کا کردار ادا کر رہا تھا۔ (ملاحظہ ہو کتاب خاتم النبیین ترتیب و پیشکش مصباح الدین راولپنڈی مطبوعہ ۱۹۷۳ء)